مالی اراکم رافعی ایدیکم کأنها اذناب خیل شمس اسکنو ا فی الصلوٰة (رواہ مسلم)
مصباح العینین
فی مسئلۃ
ترک رفع الیدین
ترک رفع یدین پر مختصر اور بہترین مدلّل رسالہ
تالیف
مولانا مفتی محمد الحنفی مدظلہ
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان
و متخصص معہد الشیخ زکریہ، بہادر آباد

مصباح العینین

فی مسئلۃ

ترک رفع الیدین

ترک رفع یدین پر مختصر اور بہترین مدلّل رسالہ

تالیف

مولانا مفتی محمد الحنفی مدظلہ

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ومتخصص معہد الشیخ زکریہ، بہادر آباد

فہرست

بسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مقدمہ

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین رحمتہ للعالمین ﷺ کی وفات شریفہ پر رُبع صدی گزری نہ تھی کہ اہلِ ھوا و ہوس کے مقاصد نے طبقاتی و گروہی شکلیں اختیار کرلیں اور نصف صدی تک بڑے بڑے فرقے وجود میں آ گئے۔

شیعہ، خوارج، قدریّہ، جبریہ معتزلہ وغیرہ اپنے اپنے مخصوص عقائد ونظریات کی وجہ سے اسلام کے سوادِ اعظم (طبقہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین) سے کٹ گئے اور اپنی مستقل حیثیت قرار دیدی جوضلّوا واَضلّوا (خود گمرہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا) کے اجمالی مثال بنے۔ ان میں سب سے پہلے اور سب سے بڑا فرقہ رافضی شیعہ، امامیہ، اثنا عشریہ کا وجود میں آیا۔ پھر ان میں اور اسلام کے سوادِ اعظم میں بحث ومناظرے کا طویل سلسلہ جاری ہوگیا۔

یاد رہے کہ جو فرقہ و جماعت بھی اسلام میں پیدا ہوا اسکی کچھ نہ کچھ اعتقادی و نظریاتی بنیاد ضرور تھی جو اپنے خود ساختہ اعتقاد و نظریات کے دلائل کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ (ﷺ) سے پیش کرتے آ رہے ہیں۔ اور یہ ایک کلّی حقیقت ہے کہ فرقہ شیعہ امامیہ کا مُوجِد عبداللہ سبائی ایک یہودی تھا جو اسلام کا ازلی دشمن تھا۔ اسی طرح یہ بھی اہلِ علم کے نزدیک طے شدہ بات ہے کہ جب انگریز کے ناپاک قدم ہندوستان میں پڑے تو اِن لوگوں نے مسلمانوں میں شدید اختلافات پیدا کردیئے۔ مسلمان چونکہ ہندوستان میں فروعی مسائل کے اعتبار سے حنفی مسلک پر عمل پیرا تھے۔ اور ہندوستان میں حدیث کا علم وعمل حنفی علماء ہی کی محنت سے پھیلا تھا۔ جس کا تذکرہ مشہور ومعروف اہلحدیث عالم مولانا ابراہیم

سیالکوٹی (المتوفی ۱۳۷۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''تاریخِ اہلحدیث'' حصہ سوم میں یہ عنوان ''ہندوستان میں علم وعمل بالحدیث'' قائم کر کے کیا ہے۔ چنانچہ جب انگریز حکومت نے دیکھا کہ مسلمانوں کی ترقی عروج پر ہے اور لوگ ان حنفی علماء کے اشارے پر لبیک کہہ کر ہمارے خلاف کمر بستہ ہیں تو انگریز نے اِس فرقہ جدیدہ کی بنیاد رکھنے کیلئے عبدالحق بنارسی کو چنا (دیکھئے تنبیہ الضالین صفحہ۲) اُس نے انگریز کے خلاف جہاد کرنے سے لوگوں کی توجہ اختلافی مسائل کے طرف پھیر لی۔ کیونکہ انگریز کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ علماء احناف ہی تھے۔ اور اس بات کا ذکر ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۲۵ میں غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنے اِن الفاظ سے کیا ہے۔ خان صاحب لکھتے ہیں ''کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی مؤحد متبع سنت حدیث وقرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو یا فتنہ انگریزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو جتنے لوگوں نے غدر میں شر وفساد کیا اور حکام انگلیشیہ سے برسرِ عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ نہ متبعان حدیثِ نبوی۔

خان صاحب کی اِس بات سے معلوم ہوا کہ انگریز کے خلاف ۱۸۵۷ء کے جہاد کا فخر احناف کو حاصل ہے۔ فللّٰہ الحمد اس لیے انگریز نے اپنے سیاسی مفاد کی خاطر عوام کے دلوں سے علماء کا وقار اور اُن پر اعتماد بالکل نکال کر بے اعتمادی کی فضاء پیدا کر دی اور آزادیٔ رائے کا سبق اہلِ ہند کو ازبر کرایا جس سے غیر مقلدیت کے لیے زمین خاصی ہموار ہوگئی۔ پھر غیر مقلدوں نے فروعی مسائل کو حق و باطل کا معیار بنا دیا اور چند احادیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر یہ اٹل فیصلہ صادر کر دیا کہ نماز صرف ہماری ہے اور احناف وغیرہم حضرات کی نماز کوئی نماز نہیں۔ انھی اختلافی فروعی مسائل میں سے ایک مسئلہ رفع الیدین عندالرکوع وعند

رفع الرأس من الرکوع بھی ہے۔ جو نبی کریم ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مبارک زمانے سے لیکر اب تک چلا آ رہا ہے۔ ہم احناف کثر اللہ سوادھم کا اِس مسئلے میں موقف یہ ہے کہ ہم رفع یدین کے ثبوت کو مانتے ہیں لیکن جب صحیح وصریح مرفوع وموقوف روایات سے رفع یدین کا چھوڑنا ثابت ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رفع یدین کو چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

زیرِ نظر رسالے میں بھی اِس بات کو مدلّل ثابت کیا گیا ہے کہ ترکِ رفع یدین احادیثِ صحیحہ وصریحہ سے ثابت ہے۔ اِس رسالے کا منصۂ شہود پر آنا ہمارے بھائی ابومعاویہ و دیگر مخلص ساتھیوں کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ غیر مقلدین حضرات کے بارے میں یہ بات یاد رہے کہ ان کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا قول وفعل حجت شرعی نہیں ہے۔ (دیکھئے ان کی کتاب سبل السلام، نیل الاوطار، عرف الجادی، نزل الابرار فتاوی ثنائیہ، فتاوی نزیریہ وغیرھا۔) سبل السلام جلد۲ صفحہ۱۲ میں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو بدعت کہا گیا ہے اسی طرح فتاوی ثنائیہ جلد۱ صفحہ۴۳۴ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کو بھی بدعت لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس قبیح عمل سے محفوظ رکھے۔ اور زیرِ نظر رسالے کو عوام الناس کیلئے نافع بنائے اور راقیم اثیم کیلئے اِسے آخرت میں ذریعہ نجات بنادیں۔ آمین یارب العالمین

الراجی الی رحمتہ ربہ الغافر
بندہ اثم محمد الحنفی غفرلہ ولوالد
جمادی الثانی ۱٤۳٦ھ

بسم الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترکِ رفع الیدین کے دلائل

مخزومیؒ

حدثنا عبداللہ بن ایوب المخذومی و سعدان بن نصر و شعیب بن عمرو فی آخرین قالو احد ثنا سفیان بن عینیة عن الزهری عن سالم عن أبیه قال رأیت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا اراد ان یر کع وبعد مایر فع راسه من الرکوع لا یر فعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمغی واحد آه بلفظه

ترجمہ: محدّث ابوعوانہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ایوب مخزومیؒ اور سعدان بن نصرؒ اور شعیب بن عمروؒ تینوں نے حدیث بیان کی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم سے سفیان بن عینیہؒ نے اور انہوں نے زہریؒ سے اور انہوں نے سالمؒ سے اور وہ اپنے باپ ابن عمرؓ سے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کندھوں کے برابر اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد تو آپ رفع یدین نہ کرتے اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپ سجدتین میں بھی رفع یدین نہ کرتے مطلب سب راویوں کی روایت کا ایک ہی ہے۔

(صحیح ابوعوانہ صفحہ نمبر 334 جلدا)

امام ابوعوانہ رحمہ اللہ کا تعارف

محدث ابوعوانہ رحمۃ اللہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی المتوفی ۳۱۶ھ میں ان کی یہ کتاب محدثین رحمۃ اللہ کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرح صحیح ہے۔

اس کتاب کی تصحیح کا اعتراف درج ذیل علماء نے کی ہے۔

۱۔علامہ ذھبیؒ نے تذکرہ الحفاظ صفحہ نمبر۲ جلد نمبر۳ میں۔

۲۔ علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبری صفحہ نمبر ۳۲۱ جلد۲ تا صفحہ نمبر۳۲۲ میں۔

۳۔امام جلال الدین سیوطیؒ نے تدریب الراوی صفحہ ۵۵ میں۔

۴۔ غیر مقلد عالم شارح ترمذی محدث مبارکپوریؒ نے تحقیق الکلام صفحہ ۱۱۸ جلد۲ میں۔

۵۔ غیر مقلد محدث حافظ عبداللہ روپڑیؒ نے اپنی کتاب ''رفع یدین اور آمین'' کے صفحہ۲۲،۱۲۳ میں۔

قارئینِ کرام! صحیح ابوعوانہ کی جب حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرح صحیح ہے تو اِس روایت پر عمل کیوں نہیں۔۔۔؟

نوٹ: صرف پہلی دلیل میں سند اور متن کا ترجمہ آپ حضرات کی آسانی کیلئے کیا گیا ہے۔ بقیہ دلائل میں صرف متن کا ترجمہ ہوگا۔

دلیل نمبر۲: حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حد ثنا الزھری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال:

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا ارادان یرکع و بعد مایرفع راسہ من الرکوع فلایرفع ولا بین

السجدتين.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کندھوں کے برابر اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد تو آپ رفع یدین نہ کرتے اور نہ سجدتین میں کرتے۔

(مسند حمیدی صفحہ ۲۷۷ جلد ۲)

☆ محدث حمیدی عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ (المتوفی ۲۱۹ھ) امام بخاری رحمۃ اللہ کے استاد ہیں۔

نوٹ: یاد رہے اسی سند سے امام ابوعوانہ رحمۃ اللہ نے مسند ابوعوانہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۴ میں اپنے استاد امام محمد بن اسماعیل الصائغ (لمتوفی ۲۷۶ھ) سے اور الصائغ نے امام حمیدیؒ سے یہی روایت نقل کی ہے۔ جو ترک رفع یدین کی مضبوط دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۳: عن ابن وهب و ابن القاسم عن مالک عن ابن شهاب عن سالم عن ابیه ان رسول الله ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلوة

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ صرف نماز کے شروع میں اپنے کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔

(المدونۃ الکبری صفحہ نمبر ۶۹ جلد ۱ طبع مصر)

دلیل نمبر ۴: حدثنی عثمان بن محمد قال: قال لی عبید الله بن یحی : حدثنی عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن میسرة عن

زید بن أسلم عن عبدالله بن عمر قال: کنا مع رسول الله ﷺ بمکة نرفع أیدینا فی بدء الصلوۃ وفی داخل الصلوۃ عندالرکوع فلمّا ھاجر النبی ﷺ اِلی المدینة ترک رفع الیدین فی داخل الصلوۃ عند الرکوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلوۃ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ مکہ میں ہوتے تھے تو ہم نماز کے شروع میں اور داخلِ نماز رکوع کے وقت رفع یدین کرتے چنانچہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے داخلِ نماز رکوع کے وقت والی رفع یدین چھوڑ دی اور نماز کے شروع والی رفع یدین کو آپ ﷺ نے برقرار رکھا۔

(اخبار الفقہاء والمحدثین صفحہ نمبر ۲۱۴ لابن الحارث القیروانی)

یہ حدیث صحیح ہے پھر بھی اس پر غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں وہ اعتراضات اور اس کے ٹھوس جوابات درج ذیل ہیں۔

اعتراض نمبر۱: یہ کتاب مکمل ہوا ''شعبان ۴۸۳ھ'' میں اور مصنف محمد بن حارثؒ القیروانی کی وفات ۳۶۱ھ میں ہوئی۔ مصنف پہلے وفات پا گئے اور کتاب ۱۲۲ سال بعد مکمل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہ کتاب مصنف کی نہیں ہے۔

جواب نمبر۱: ۴۸۳ھ درحقیقت کاتب کی غلطی ہے جنہوں نے ۳۴۸ھ کو ۴۸۳ھ کر دیا۔ ۳ کا ہندسہ بائیں طرف کے بجائے دائیں طرف کتابت کر دیا گیا۔

جواب نمبر۲: مؤلف خیر الکلام گوندلوی غیر مقلد اپنی اِسی کتاب میں لکھتا ہے۔ کاتب معصوم نہیں ہوتے۔ غلطیاں کرتے ہیں۔

(خیر الکلام صفحہ نمبر ۳۴۴ از مولانا محمد گوندلوی)

معلوم ہوا یہاں بھی کاتب سے غلطی ہوئی ہے صرف ۳ کا ہندسہ بائیں طرف کے بجائے دائیں طرف کتابت کر دیا گیا۔

اعتراض نمبر ۲: اِس میں ایک راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں بغیر کسی دلیل کے اِسے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک مراد لینا غلط ہے اور اِس ابن مدرک سے محمد بن حارث کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں۔

(نور العینین صفحہ نمبر ۲۰۶)

جواب: صاحبِ کتاب محمد بن حارث قیروانی کے استاد عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک قبری (المتوفی ۳۲۱ھ) ہیں اور اس کی تعین خود امام محمد بن حارث قیروانیؒ نے کی ہے۔ مثلاً

(۱) قال محمد بن حارث قال لی عثمان بن محمد القری (اخبار الفقہاء صفحہ ۱۰۳ صفحہ ۱۰۵) اس کی ملاقات اور سماع بھی ثابت ہے۔

(۱) قال محمد بن حارث القیر وانی اخبرنی عثمان بن محمد

(۲) (قال محمد بن حارث) حدثنی عثمان بن محمد (اخبار الفقہاء صفحہ ۹۰، ۱۲۲، ۲۱۴) لفظِ حدثنی اخبرنی سے سماع اور ملاقات ثابت ہو جاتی ہے۔

اعتراض نمبر ۳: اِس روایت میں راوی عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات اخبار الفقہاء والمحد ثین کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے (نور العینین صفحہ ۲۰۷)

جواب: عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات اخبار الفقہاء صفحہ نمبر ۲۱۴ میں بھی موجود ہیں اور اس کے علاوہ میں بھی مثلاً

"عثمان بن سوادة من اهل القرطبة قال لی عثمان بن محمد

قال لی عبید اللہ بن یحی کان عثمان بن سوادة ثقة مقبولاً عندالقضاة والحکام دکان من اهل الزهدو االعبادة و کثرة التلاوة."

یعنی عثمان بن سوادہ اھل قرطبہ میں سے ہیں مجھے عثمان بن محمد نے اور اسے عبید اللہ بن یحی نے کہا کہ عثمان بن سوادہ ثقہ مقبول ہے قضاۃ اور حکام کے نزدیک اور یہ اھل زھد میں سے ہے اور عبادت گزار ہے اور کثرت سے تلاوت کرنے والے ہیں۔

تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی صفحہ نمبر ۲۴۲

اعتراض نمبر۴: عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں (نور العینین صفحہ نمبر ۲۰۶)

جواب: جس کی ثناء و مدح محدثین کریں یہ اس کی تعدیل وتوثیق ہوتی ہے۔ (دیکھیئے توضیح الکلام صفحہ نمبر ۴۸۰ جلد ا غیر مقلد محقق عالم مولانا ارشاد الحق اثری۔تھذیب التھذیب وغیرھا۔

چنانچہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کی تعدیل وتوثیق امام الجرح والتعدیل خالد بن سعد قرطبی (المتوفی ۳۵۲) نے کی ہے۔فرماتے ہیں۔

عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اهل قبره ممن عنی لطلب العلم و درس المسائل وعقد الوثائق مع فضله وکان مفتی اهل موضعه

(اخبار الفقہاء والمحدثین صفحہ ۲۱۶)

(۲) امام عبداللہ بن محمد المعروف ابن الفرضی نے بھی اِن الفاظ سے تعدیل و توثیق کی ہے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اهل قبره کان معتنیا بالعلم، حافظا

للمسائل، عاقد الشروط، مفتی اھل موضعہ

(تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی صفحہ ۲۴۳)

لہذا غیر مقلدین کا یہ بھی اعتراض مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۵: غیر مقلد محقق علامہ زبیر علیزئی کہتے ہیں کہ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے (نور العینین صفحہ نمبر ۲۰۸)

جواب ۱: غریب حدیث کے راوی ثقات ہو تو وہ حدیث صحیح ہوتی ہے کیونکہ بتصریح امام سیوطی رحمۃ اللہ بخاری شریف کی پہلی و آخری حدیث بھی غریب ہے۔

(دیکھئے تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۶۴۔۱۶۵)

لہذا معلوم ہوا ثقات راویوں کی غریب حدیث صحیح ہوتی ہے نہ کہ ضعیف۔

۲: جو شخص اصولِ حدیث جانتا ہو اُسے معلوم ہے کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ نے شاذ کی دو تعریفیں کی ہیں۔

۱: قال الحاکم فالشاذ فانه حدیث یتفرد به ثقة من الثقات

امام حاکم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "شاذ حدیث وہ ہوتی ہے جس میں کوئی ثقہ راوی ثقات سے منفرد ہو یعنی وہ تفرد من الثقات ہوتا ہے۔

(معرفت علوم الحدیث صفحہ ۱۱۹، تدریب الراوی صفحہ ۲۰۴)

لطیفہ:

جناب علی زئی صاحب لکھتے ہیں کہ شاذ ضعیف ہوتی ہے (نور العینین صفحہ ۲۰۸) مگر ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ "اگر ثقہ راوی منفرد ہو تو یہ شاذ بھی

مقبول ہوتی ہے۔(الحدیث صفحہ ۴۵ شمارہ ۵۳)

زبیر علیزئی بھی مان گئے ثقہ راوی کا تفرد قابلِ قبول ہے۔

اسے کہتے ہیں ''دروغ گوراحافظہ نباشد''۔

۲۔دوسری تعریف! قال الشافعی: لیس الشاذ من الحدیث ان یروی الثقة ولا یرویه غیره هذا لیس بشاذ، انما الشاذ ان یروی الثقة حدیثا یخالف فیه الناس هذا الشاذ من الحدیث .

ترجمہ:۔امام شافعی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ''شاذ وہ حدیث نہیں ہوتی جس کو ثقہ روایت کریں اور دوسرے روایت نہ کرتے ہوں بلکہ شاذ حدیث وہ ہے جس کو ثقہ روایت کرتا ہو لیکن دوسرے ثقات اس کے مخالف ہوں۔

(معرفۃ علوم الحدیث صفحہ ۱۰۹ تدریب الراوی صفحہ ۲۰۳)

یہاں شاذ کی دو تعریف آپ کے سامنے آئی۔ اخبار الفقہا والمحد ثین والی روایت پر پہلی تعریف صادق آتی ہے کیونکہ یہ روایت تفرد من الثقات والی ہے اور ثقہ کا تفرد اور زیادتی جمہور محد ثین کے نزدیک عموماً اور امام بخاری رحمتہ اللہ کے نزدیک خصوصاً مقبول حجت ہے۔

(دیکھئے بخاری جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۰۱، جزء رفع الیدین صفحہ ۵۸، شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

نوٹ: اخبار الفقہاء والمحد ثین والی روایت بالکل صحیح ہے۔اور یہ کسی طرح بھی شاذ نہیں۔

دلیل نمبر ۵: عبد الرزاق عن ابن مجاهد عن أبيه عن ابن عمر : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجل اذا قمت الى

الصلوة فركعت فضع يديك على ركبتيك وافرج بين أصابعك ثم ارفع راسك حتى يرجع كل عضو الى مفصله واذا سجدت فأمكن جبينك من الارض ولا تنقر.

ترجمہ: حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا! جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو، چنانچہ (جب) تو رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ اور اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی پیدا کر، پھر اپنے سر کو رکوع سے اٹھا لے یہاں تک کہ ہر عضو اپنے جوڑ پر لوٹ جائے۔ اور جب تو سجدہ کرے تو اپنی پیشانی کو زمین پر خوب جما دے اور (مرغ جیسی) ٹھونگ نہ مار (یعنی جلد بازی سے کام نہ لے)۔

(مصنف عبد الرزاق جلد ۲ ص ۱۵۱ رقم الحدیث نمبر ۲۸۵۹)

اس قولی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو نماز سکھا رہے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ " (جب) تو رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ" اور ہم احناف کثر اللہ سوادھم بھی رکوع جاتے وقت اپنے ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کی طرف لے جاتے ہیں نہ کہ اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا احناف کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے پر ہے۔

چیلنج! ہم غیر مقلدین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی صحیح قولی حدیث سے دکھا دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا ہو کہ رفع یدین کیا کرو۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اِن سے　　یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں

نوٹ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور قولی حدیث ترک رفع یدین کی شرح معانی الآثار جلد ا ص ۳۸۹ میں موجود ہے جو اس کی تائید میں واضح دلیل ہے۔

عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة و عند البیت وعلی الصفا والمروة و بعرفات و بالمزدلفة وعند الجمرتین.

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے (۱) نماز کے شروع میں (۲) بیت اللہ کی زیارت کے وقت (۳) صفا پر (۴) مروہ پر (۵) عرفات اور (۶) مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور (۷) رمی جمار کے وقت"۔

دلیل نمبر ۶: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ترکِ رفع یدین۔

حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال : مارأیت ابن عمر یرفع یدیه اِلا فی أول ما یفتتح.

ترجمہ:۔ امام المفسرین حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ شروع نماز کے بعد میں نے کبھی بھی ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۶۸)

نوٹ: یہی سند صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۷۴ میں موجود ہے۔

حدثنا عبدالله بن ابی شیبة ثنا ابو بکر عن حصین الخ

اعتراض: ابو بکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

(نورالعینین صفحہ 170 زبیر علیزئی)

جواب: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جواب زبیر علیزئی ہی کے قلم سے دیا جائے چنانچہ غیر مقلد عالم زبیر علیزئی نورالعینین کے صفحہ نمبر ۹۵ میں لکھتے ہیں۔

"صحیحین (بخاری و مسلم) میں جس مختلط و متغیر الحفظ راوی سے استدلال کیا گیا ہے اس کی دلیل ہے کہ اس کے شاگردوں کی روایات اختلاط سے پہلے کی ہیں۔"

قارئینِ کرام! ہماری پیش کردہ دلیل میں ابوبکر بن عیاش کے شاگرد حصین ہے۔ اور یہی سند بخاری میں بھی موجود ہے تو بقول زبیر علیزئی کے "اس کی دلیل ہے کہ اس کے شاگردوں کی روایات اختلاط سے پہلے کی ہیں۔"

لہٰذا ثابت ہوا یہ روایت بھی اختلاط سے پہلے کی ہے اور محدثین رحمتہ اللہ کا اصول ہے کہ اختلاط سے پہلے کی روایات قبول کی جائیگی۔ چنانچہ زبیر علیزئی کا مذکورہ روایت پر اختلاط کا اعتراض و جرح مردود ہے۔ والحمد للہ

لطیفہ! جب روایت اپنے موافق ہو تو غیر مقلدوں کے ہاں ضعیف راوی بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ اور جب اپنے خلاف ہو تو بخاری کے راوی بھی اختلاط کا شکار ماشآء اللہ میٹھا میٹھا ھپ ھپ کڑوا کڑوا تُو تُو

دلیل نمبر ۷: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال ثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یر فع یدیه اِلا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوة

ترجمہ: حضرت امام مجاہدؒ فرماتے ہیں "میں نے ابن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی

چنانچہ آپؓ نے سوائے پہلی تکبیرِ تحریمہ کے نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی صفحہ ۱۴۷ جلد ۱)

☆ یہی سند احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر عن حصین الخ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۲۵ میں موجود ہے۔

تنبیہ! لہٰذا یہ روایت اور پہلی والی روایت دونوں امام المحدثین سیدنا امام بخاریؒ کی شرط پر بالکل صحیح ہیں۔

دلیل نمبر ۸: اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیہ أول مرۃ ثم لم یعد .

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کی خبر نہ دوں تو حضرت عبداللہؓ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے پس رفع یدین کیا اول دفعہ پھر دوبارہ نہ کیا۔

(سنن نسائی صفحہ ۱۵۸ جلد ۱)

نوٹ: اِس روایت میں سارے راوی صحیح بخاری و صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔

دلیل نمبر ۹: حدثنا ھناد حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلّٰی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں جناب رسول اللہ

ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں چنانچہ ابن مسعودؓ نے نماز پڑھی اور رفع یدین صرف ابتداء نماز میں پہلی مرتبہ کیا۔

(سنن ترمذی صفحہ ۵۹ جلد ا)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو صحیح و حسن کہنے والے حضرات درج ذیل ہیں

ا۔ علامہ ابن دقیق العیدؒ نے نصب الرایہ ص359 جلد ا میں۔

۲۔ علامہ سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعہ ص19 جلد نمبر 2 میں۔

۳۔ امام ابن قطان الفاسیؒ نے نصب الرایہ ص395 جلد ا، درایہ 83 میں۔

۴۔ امام دارقطنیؒ نے اپنی العلل 173 جلد 5 میں۔

۵۔ ابن حزم ظاہریؒ نے المحلی 88 جلد 4 میں۔

۶۔ علامہ محمد خلیل ہراسؒ غیر مقلد نے حاشیہ محلی ابن حزم 292 جلد 2 میں۔

۷۔ علامہ احمد شاکرؒ غیر مقلد نے شرح ترمذی 87 جلد 4 میں۔

۸۔ مولانا عطاء اللہؒ غیر مقلد نے التعلیقات السلفیۃ 123 جلد ا میں۔

۹۔ امام ترمذیؒ نے ترمذی 59 جلد ا میں۔

۱۰۔ غیر مقلد شیخ علامہ ناصرالدین البانی صحیح ترمذی رقم ۲۱۱۔۲۵۷ میں۔

دلیل نمبر ۱۰: سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کا عمل ترکِ رفع یدین

تلک عشرة کاملة

حدثنا وکیع عن مسعر عن أبی معشر عن ابراهیم عن عبدالله : أنه کان یرفع یدیه فی اول ما یفتتح ثم لا یرفعهما.

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ

افتتاحِ (نماز) میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر انہیں دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 267 جلدا)

اعتراض: یہ روایت مرسل ہے کیونکہ حضرت ابراھیم نخعیؒ کی ملاقات ابن مسعودؓ سے ثابت نہیں۔

جواب: حضرت ابراھیم نخعیؒ کی مرسل روایات محدثین کرامؒ کے ہاں بالکل صحیح ہیں چنانچہ امام اہلسنّت احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں مرسلات ابراھیم النخعی لابأس بھا

(تدریب الراوی صفحہ 124)

امام حاکمؒ نے ابراھیم نخعی کی مرسل روایات کو صحیح کہا ہے۔

امام یحیٰ بن معینؒ نے فرمایا مراسیل نخعی مراسیل شعبی وسالم سے بہتر ہیں۔

(دیکھئے تدریب الراوی صفحہ 124)

نیز حضرت ابراھیم نخعیؒ سے مطالبہ کیا گیا کہ جب آپ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا کریں تو سند سے کریں تو آپ نے فرمایا کہ میں جب سند سے بیان کرتا ہوں تو مجھے ایک راوی واسطہ میں معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب میں بغیر سند کے اُن سے روایت کروں تو مجھے ایک جماعت نے وہ حدیث بتائی ہوتی ہے۔

(دیکھئے تدریب الراوی 124، زادالمعاد صفحہ ۱۲۰۸)

لہٰذا یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے۔ فللہ الحمد

نوٹ: قارئینِ کرام! جسطرح سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے ترکِ رفع یدین والی نماز بیان کرتے ہیں۔ اِسی طرح نبی علیہ السلام کے اِس دنیا

سے رحلت فرمانے کے بعد خود بھی ترکِ رفع یدین والی نماز پر عمل کرتے رہے۔

دلیل نمبر ۱۱: عبدالرحیم بن سلیمان عن ابی بکر النھشلی عن عاصم عن ابیہ عن علی عن النبی ﷺ : أنہ کان یرفع یدیہ فی اَوّل الصلوۃ ثم لایعود.

ترجمہ: سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے شروع میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے رفع یدین کرتے پھر دوبارہ انہیں نہ اُٹھاتے۔

(العلل للدار قطنی جلد۴ صفحہ ۱۰۶)

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں اس حدیث کو ابوبکر النہشلی اور محمد بن اَبان وغیرھما نے بھی روایت کیا ہے عاصم بن کلیب سے اسی طرح عبدالرحیم بن سلیمان نے بھی۔

العلل للدار قطنی جلد۴ صفحہ ۱۰۶

دلیل نمبر ۱۲: سیدنا علیؓ کا عمل ترکِ رفع یدین

حدثنا وکیع عن أبی بکر بن عبداللّٰہ بن قطاف النھشلی عن عاصم بن کلیب عن أبیہ : أن علیاً کان یرفع یدیہ اِذا اِفتتح الصلوۃ ثم لایعود.

ترجمہ: حضرت عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں سیدنا علیؓ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب نماز شروع کرتے پھر انہیں نہ اٹھاتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 267 جلد ۱)

دلیل نمبر ۱۳: حدثنا اسحاق بن أبی إسرائیل حدثنا محمد بن

جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال: صليت مع رسول اللّٰه ﷺ وأبی بكر و عمر فلم يرفعوا أيديهم إلا عند افتتاح الصلوة وقد قال محمد : فلم يرفعوا أيديهم بعد التكبيرة الاولیٰ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ کیساتھ نماز پڑھی چنانچہ ان سب حضرات نے رفع یدین نہیں کیا مگر صرف شروع نماز کے وقت اور راوی محمدؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے۔

(مسند ابی یعلیٰ صفحہ 922۔ حدیث 5036، بیہقی صفحہ ۷۹ جلد ۲، دار قطنی صفحہ ۱۱۱ جلد صفحہ جلد ۱)۔

اعتراض: اِس حدیث پر بنیادی دو اعتراض کیے گئے ہیں۔

ا۔ محمد بن جابر ضعیف ہیں (۲) اور آخری عمر میں اِس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ وغیرہ ذلک

جواب: دونوں کا جواب ترتیب وار سنیئے۔

محمد بن جابرؒ ضعیف راوی نہیں بلکہ ثقہ اور سچا راوی ہے۔ اور ان کو سچا و ثقہ کہنے والے حضرات درج ذیل ہیں۔

ا۔ علامہ نور الدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد صفحہ 137 جلد 2 میں۔

۲۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب صفحہ ۴۵۵ میں۔

۳۔ امام ذہلیؒ نے تہذیب التہذیب صفحہ ۹۰ جلد ۹ میں۔

۴۔ امام ابو حاتمؒ نے تہذیب التہذیب صفحہ ۹۰ جلد ۹ میں۔

۵۔امام ابوزرعہؒ نے تہذیب التہذیب صفحہ۹۰ جلد۹ میں۔

۶۔علامہ ذھبیؒ نے فرمایاوفی الجملة قدروی عن محمد بن جابر ائمةٌ و حفاظ کہ محمد بن جابرؒ سے روایت کرنے والے بڑے امام اورحفاظ حدیث ہیں۔

میزان الاعتدلال جلد۳ صفحہ۴۷۹۔

۷۔محمد بن جابرؒ سے روایت کرنے والا امام شعبہؒ بھی ہے۔اورامام شعبہؒ کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ" وہ اپنے مشائخ سے صرف صحیح روایت بیان کرتے ہیں۔(ابکارالمنن ۳۱۵ نیل الاوطار)

۸۔محمد بن جابرؒ کے بارے میں ابن حجرؒ نے فرمایا"صدوق" سچے ہیں۔اور صدوق کے بارے میں علامہ امیر یمانیؒ لکھتے ہیں" کہ سچے آدمی کی بات لوگوں کے ہاں مقبول ہوتی ہے اوراس کی گواہی حکام کے ہاں مقبول ہوتی ہے اوراس کی باتیں محبوب اورمرغوب ہوتی ہیں۔(سبل السلام جلد۲ صفحہ۱۴۳)

محمد بن جابر کے سوءِ حفظ اوراختلاط کا جواب:

راوی کے تخلیط فی الحدیث اورسوءِ حفظ (یعنی حافظ کے خرابی) کے بارے میں محدثین کرامؒ کے ہاں تسلیم شدہ ایک اصول وضابطہ ہے کہ اگر تخلیط فی الحدیث راوی سے کوئی ثقہ راوی اختلاط سے پہلے روایت کرلے یااس راوی کی حدیث کو ثقہ راوی قابلِ اعتبار سمجھ کر عمل کرے تو وہ حدیث صحیح ہوجاتی ہے۔

(دیکھئے تلخیص الحبیر صفحہ 143 ، قواعد فی علوم الحدیث 157 تدریب الراوی، فتح الباری)

لہٰذا اسی حدیث میں محمد بن جابرؒ سے ثقہ راوی اسحاق بن اَبی اسرائیلؒ روایت

کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''وبہ نأ خذ'' (دار قطنی) ترجمہ: کہ ہمارا بھی اِسی روایت ترکِ رفع یدین پر عمل ہے۔'' اور اسحاق بن اَبی اسرائیلؒ محمد بن جابرؓ کے اختلاط سے پہلے کے شاگرد ہے اور انہوں نے محمد بن جابرؓ سے یہ حدیث اختلاط سے پہلے سنی ہے۔ اور طے شدہ اصول ہے (بشمول غیر مقلدین کے) کہ اختلاط سے پہلے کی سنی ہوئی حدیث قابلِ قبول ہے۔ لہٰذا یہ روایت سند اور متن کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔ نہ ماننے والوں کی ضد کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔

نوٹ: یاد رہے مسئلہ ترکِ رفع یدین میں یہ روایت منفرد نہیں بلکہ اور بہت سی صحیح احادیث و آثار اِسکی تائید کرتی ہیں جن میں کچھ بیان ہوئیں اور باقی بیان کئے جائینگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر ۱۴: سیدنا عمر بن خطابؓ کا عمل ترکِ رفع یدین۔

حدثنا یحی بن آدم عن حسن بن عیاش عن عبدالملک ابن أبجر عن الزبیر بن عدی عن ابراھیم عن الأسود قال: صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی شیئی من صلاته اِلا حین اِفتتح الصلوة .

ترجمہ: حضرت اسودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ کے ساتھ نماز پڑھی چنانچہ آپؓ نے نماز کے کسی حصے میں رفع یدین نہیں کیا مگر صرف نماز کو شروع کرتے وقت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 268 جلد ۱)

اِس روایت کو درج ذیل علماء نے صحیح کہا ہے۔

۱۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وھذا رجاله ثقات اِس حدیث کے سب راوی معتبر و ثقہ ہیں۔ (درایہ 85)

۲۔علا نیمویؒ آثار السنن صفحہ ۱۰۶ میں لکھتے ہیں ''وھواثر صحیح''

۳۔متعصب اور غالی غیر مقلد محقق حافظ زبیر علیزئیؒ نورالعینین صفحہ 314 میں اِس اَثر کی تصحیح کرتے ہیں۔

دلیل ۱۵:عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کأ نها اذناب خیل شمس أسکنوافی الصلوۃ.

ترجمہ:تمیم بن طرفہ سے روایت ہے کہ جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہورہا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے مست شریر گھوڑوں کی دُمیں لہٰذا نماز میں سکون کرو۔

(صحیح مسلم صفحہ نمبر 181 جلدا،نسائی 176 جلدا،ابوداؤد 151 جلدا)

اِس روایت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔نبی کریم ﷺ کا نماز میں رفع یدین کرنے والوں سے ناراضگی کا اظہار۔

۲۔نماز میں رفع یدین کرنے کو شریر مست گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دینا۔

۳۔نماز میں سکون کا حکم دینا معلوم ہوا رفع یدین سکون فی الصلوۃ کے منافی ہے۔

اعتراض: پہلی بات یہ حدیث سلام کے وقت اشارہ کرنے کے متعلق ہے۔ دوسری بات یہ اگر رفع یدین کرنے سے منع کی حدیث ہے تو وتر کی قنوت اور عیدین میں آپ احناف رفع یدین کیوں کرتے ہو۔۔۔۔؟

پہلا جواب:(۱) سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے اور اشارہ سے منع کی حدیث

کے راوی اور ہیں اور ہماری پیش کردہ روایت کے راوی اور ہیں۔ مثلاً سلام کے

وقت کے راوی اِس طرح ہیں۔ مسعر عن عبيد الله بن القبطية عن

جابر بن سمرة لیکن ہماری پیش کردہ روایت کے راوی اِس طرح ہیں۔

مسیّب بن رافع عن تميم بن طرفة عن جابر بن سمرة الخ.

قارئینِ کرام! رکوع کی رفع یدین سے منع کی حدیث میں صحابی جابرؓ کے شاگرد تمیم بن طرفہ اور سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کی منع کی حدیث میں صحابی جابرؓ کے شاگرد عبید اللہ بن قبطیہ۔

کتنا بڑا فرق تو یہ دو حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں۔

(۲) یہ تو سند کا فرق ہوا اب متنِ حدیث کا فرق ملاحظہ کیجئے۔

رفع یدین سے منع کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: خرج علينا رسول الله ﷺ اور سلام کے وقت اشارہ سے منع کی حدیث کے الفاظ اِس طرح ہیں: صلينا مع رسول الله ﷺ الخ..... خرج علينا (ہمارے پاس باہر سے تشریف لائے) سے مطلب بغیر جماعت کی نماز ہے۔ اور صلينا مع رسول الله (ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ نماز پڑھ رہے تھے) سے مطلب واضح ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے۔

دونوں میں متنِ حدیث کے اعتبار سے واضح فرق ہے۔

دوسرا جواب: رہا وتر کی قنوت اور عیدین کی نماز میں رفع یدین کیوں کرتے ہو لہٰذا اس میں بھی نہ کیا جائے.....؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت اور عیدین میں رفع یدین نہ کرنے کی کوئی صریح روایت موجود نہیں جبکہ رکوع کے وقت کے مقامات کی رفع یدین نہ کرنے کی صحیح وصریح روایات موجود ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

دلیل ۱۶: حدثنا محمد بن الصّباح البزاز نا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلٰی عن البراء ان رسول اللّٰہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ اِلی قریب من اذنیہ ثم لایعود.

ترجمہ: حضرت سیدنا براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین کرتے پھر (نماز میں) دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے۔

(ابوداؤد صفحہ 118 جلد ا، مسند ابی یعلی 400)

اعتراض: اِس حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد کوفی ہے جو کہ ضعیف ہے اور آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

پہلا جواب: یزید بن ابی زیاد پر اگرچہ بعض محدثینؒ نے کلام کیا ہے مگر وہ ثقہ اور سچا راوی ہے چنانچہ یزید بن ابی زیاد کو ثقہ، سچا اور اِن کی حدیث کو صحیح و حسن کہنے والے حضرات درج ذیل ہیں۔

(۱) امام مسلم (مقدمہ مسلم ۴)

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی (فض الوعاء ۴)

(۳) علامہ ھیثمی (فض الوعاء ۴)

(۴) محدث جریر (تہذیب التہذیب ۳۳۱)

(۵) امام عجلی (تہذیب التہذیب ۳۳۱ جلد ۱۱)

(۶) امام یعقوب بن سفیان (تہذیب التہذیب ۳۳۱)

(۷) علامہ شوکانی غیر مقلد (الفوائد المجموعۃ ۱۰۲)

(۸)علامہ احمد شاکر غیر مقلد (شرح ترمذی ۱۹۵)

(۹)امام ترمذی (صفحہ ۱۶۲ جلد ا، صفحہ ۲۰۱ جلد ۲)

(۱۰)احمد بن صالح (تہذیب التہذیب ۳۳۰ جلد ۱۱)

تلک عشرة کاملة

نوٹ: یزید بن ابی زیاد اِس روایت میں متفرد نہیں بلکہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن اور حَکَم اِن کے متابع ہیں دیکھئے ابوداؤد ص ۱۱۸ جلد ا، مسند ابی یعلی ۴۰۰، طحاوی ص ۱۴۶ جلد ا۔

اور یہ اصولِ حدیث ہے کہ اگر کسی راوی کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے تو وہ راوی محدثین کرامؒ کے ہاں قابلِ حجت ہے لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔

دوسرا جواب: حافظہ کا آخری عمر میں متغیر ہونا یہ عیب ہے لیکن اگر اُس سے نچلے راوی (یعنی شاگرد) کا تغیر حافظہ سے پہلے کا سماع ہو تو اُس حدیث کی صحت میں کسی کو کوئی شبہ نہیں رہتا چنانچہ یزیدؒ سے ترکِ رفع یدین روایت کرنے والے قدیم السماع امام سفیان، امام شعبہ اور عبداللہ بن ادریس ہیں۔

(دیکھئے جزء رفع یدین 59 مسند ابی یعلی 400)

چنانچہ عبداللہ بن ادریس کی روایت اس طرح ہیں۔ عن البراء قال: رایت رسول الله ﷺ رفع یدیه حین استقبل الصلوة حتی رایت ابهامیه قریباً من اذنیه ثم لم یر فعهما

ترجمہ: حضرت سیدنا براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نماز شروع کرتے وقت) دیکھا آپ علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جس وقت قبلہ رخ ہوتے یہاں تک میں نے آپ علیہ السلام کے دونوں انگھوٹوں کو

آپ کے کانوں کے قریب (اٹھتے) دیکھا (لہذا) پھر آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو (نماز میں) نہیں اٹھاتے۔

دلیل نمبر ۱۷: حدثنا مسدد نا یحی بن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی هریرة قال کان رسول الله ﷺ اذا دخل فی الصلوٰة رفع یدیه مدّا.

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو خوب ہاتھ اٹھا کر رفع یدین کرتے۔

(ابوداؤد صفحہ 118 جلد 1)

نوٹ: امام ابوداؤدؒ نے اِس حدیث کو ترکِ رفع یدین کے باب میں بیان کیا ہے۔

اہلحدیث عالم محدث قاضی شوکانی کا فیصلہ اِس حدیث کے متعلق ''لامطعن فی اسنادہ'' کہ اِس حدیث کی سند میں کسی قسم کا طعن نہیں ہے۔ نیل الاوطار صفحہ نمبر 730 جلد 1۔

سیدنا ابوھریرہؓ نے اس حدیث میں صرف پہلی مرتبہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کو بیان کیا اگر پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین ہوتا تو ضرور بیان فرماتے۔ لہٰذا معلوم ہوا صحابی ابوھریرہؓ کے نزدیک بھی پہلی تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین متروک ہوا ہے۔ اسکی دلیل اگلی روایت ابوھریرہؓ کا عمل ہے۔

دلیل نمبر ۱۸: سیدنا ابوھریرہؓ کا عمل ترکِ رفع یدین۔

اخبر نا مالک اخبر نی نعیم المجمرو ابو جعفر القاری ان ابا هریرة کان یصلی بهم فکبر کلما خفض و رفع قال ابو جعفر

القاری و کان یرفع یدیہ حین یکبر و یفتتح الصلوۃ.

ترجمہ: امام محمدؒ فرماتے ہیں ہم سے امام مدینہ مالکؒ نے حدیث بیان کیا اور امام مالکؒ کو نعیم المجمرؒ اور ابو جعفر القاریؒ نے خبر دی کہ سیدنا ابو ھریرۃؓ اُن کو نماز پڑھاتے تھے۔ چنانچہ ابو ھریرۃؓ ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے ابو جعفر القاریؒ فرماتے ہیں (لیکن) رفع یدین کرتے جب پہلی تکبیر کہتے ہوئے نماز شروع کرتے۔

(مؤطا امام محمد 90)

نوٹ: اِس روایت میں سیدنا ابو ھریرۃؓ کی نماز کو اُن کے دو شاگرد (نعیم مجمرؒ اور ابو جعفر القاریؒ) بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ھریرۃؓ تکبیر ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے لیکن ابو جعفرؒ فرماتے ہیں رفع یدین شروع میں کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے۔

دلیل نمبر ۱۹: محمد بن عمرو بن عطآءِ انہ کان جالساً مع نفر من اصحاب النبی ﷺ فذ کرنا صلوۃ النبی ﷺ فقال ابو حُمید السا عدی اَنا کنت أحفظکم لصلوۃ رسول اللہ ﷺ رأیتہ اذا کبر جعل یدیہ حذو منکبیہ واذا رکع أمکن یدیہ من رکبتیہ ثم ھصر ظھرہ فاذا رفع رأسہ اِستوی حتی یعود کل فقار مکانہ (الحدیث)

ترجمہ: محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہؓ کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا ذکر کیا چنانچہ ابوحمید

الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ کی نماز (کی
کیفیت) کو یاد کرنے والا ہوں، میں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا جب آپ تکبیر
کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو
اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑتے پھر اپنے پیٹھ کو برابر
کرتے اور جب اپنے سَر کو اٹھاتے (رکوع سے) تو سیدھا ہوتے یہاں تک کہ
ریڑھ کی ہڈی کا ہر منکا (یعنی ہر جوڑ) ٹھیک اپنی جگہ پر آجاتا۔ بخاری صفحہ
114 جلد 1

قارئینِ کرام! بخاری کی اِس روایت میں صحابی ابوحمید الساعدیؓ رسول علیہ
السلام کی نماز کا نقشہ بیان کر رہے ہیں اور رکوع میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں
کی کیفیت یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں
گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑتے......نہ کہ ہاتھوں کو اٹھاتے رفع یدین کرتے۔ بحمد
اللہ احناف بھی رکوع میں جاتے وقت ایسا ہی کرتے ہیں۔

نوٹ: کچھ غیر مقلد محقق علماء نے صحیح بخاری کی ابوحمیدی الساعدیؓ کی اِس
روایت کے مقابلے میں ابوداؤد کی ضعیف حدیث پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔
لیکن بخاری کی صحیح روایت (ترکِ رفع یدین والی) کے مقابلے میں وہ قابلِ
حجت نہیں۔

قارئین کرام!

یاد رہے رکوع میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھنے اور رفع
یدین نہ کرنے کی روایت دلیل نمبر ۵ کے تحت گزر چکی ہے

مزید اور بھی مرفوع وموقوف روایات موجود ہیں مگر اختصار کے پیشِ نظر انھی پر

اکتفاء کیا گیا۔اب تابعین عظامؒ کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

تابعین کرامؒ کے آثار:

دلیل نمبر۲۰: جلیل القدر تابعی قیس بن ابی حازمؒ کا عمل

حدثنا یحی بن سعید عن اسماعیل قال: کان قیس یرفع یدیه أول مایدخل فی الصلوة ثم لایرفعهما.

ترجمہ: اسماعیل بن ابی خالدؒ فرماتے ہیں کہ قیس بن ابی حازمؒ نماز میں داخل ہوتے وقت ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہیں کرتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 267۔جلدا)

قیس بن ابی حازمؒ (المتوفی ۹۸ھ) کا تعارف:

حضرت امام مسلمؒ صحیح مسلم صفحہ۲۴ جلدا میں لکھا ہے کہ حضرت قیسؒ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا زمانہ پایا ہے۔امام نوویؒ نے شرح مسلم ص۹ جلدا میں لکھا ہے کہ امام اہلسنّت والجماعت احمد بن حنبلؒ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تابعین میں ابوعثمان نہدیؒ اور قیس بن ابی حازمؒ سے بڑھ کر کسی کی شان ہو۔

اعتراض: اِس روایت میں اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہیں۔اور انہوں نے اِس روایت میں سماع کی تصریح نہیں کی لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

(نورالعینین 314)

جواب: یہاں عدم سماع کا اعتراض وہ کرتا ہے جو اصولِ حدیث سے ناواقف ہو کیونکہ یہاں اسماعیلؒ لفظِ ''قال'' سے روایت بیان کرتے ہیں۔اور امام نوویؒ شرح مسلم ص۲۱ جلدا میں اصول بیان کرتے ہیں کہ ''لفظِ قال'' جو سماع واتصال

پر محمول ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں زبیر علیزئی کا اسماعیل بن ابی خالدؒ پر تدلیس کا اعتراض مردود ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی خود لکھتے ہیں۔ مدلس راوی سماع کی تصریح کرے تو وہ روایت صحیح ہوتی ہے۔ نور العینین 190، 97

اور قیس بن ابی حازمؒ والی روایت بالکل صحیح ہے۔ فللّٰہ الحمد

دلیل نمبر ۲۱: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ تابعی کبیر کا عمل

حدثنا معاویة بن هشام عن سفیان مسلم الجُهَنی قال: کان ابن أبی لیلٰی یرفع یدیه أول شیئی اذا کبّر.

ترجمہ: تابعی کبیر عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ صرف ابتداء (نماز) میں رفع یدین کرتے تھے۔ جب (شروع کی) تکبیر کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 268 جلد ا)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ (المتوفی ۸۳ھ) کا تعارف:

امام ترمذیؒ اپنی سنن ترمذی صفحہ ۱۸۳ جلد ۲ میں اور غیر مقلد عبدالرحمن مبارکپوری تحفۃ الاحوذی ص174 جلد ا میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے ایک سوبیس صحابہ کرامؓ کی ملاقات کا شرف پایا ہے۔ اور امام نوویؒ شرح مسلم ص ٦ جلد ا اور صفحہ نمبر ۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؒ من اجل التابعین تھے اور عبداللہ بن حارثؓ نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ عورتوں نے عبدالرحمنؒ جیسا کوئی اور جنا ہو (یعنی یہ عبدالرحمنؒ اپنی نظیر آپ تھے) اور عبدالملک بن عمیرؒ نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کو ایک جماعت میں حدیثیں سناتے ہوئے دیکھا جس میں حضرات صحابہ کرام بھی موجود تھے اُن میں براء بن عازبؓ بھی تھے یہ سب حضرات حدیثیں سن رہے تھے۔ اور خاموش تھے مولانا عبدالرحمن

مبارکپوریؒ اہلحدیث محدث فرماتے ہیں۔ سمع اباہ و خلقا کثیرا من الصحابۃ کہ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ حضرت ابو لیلیٰؓ صحابی سے اور دیگر بہت سے صحابہؓ سے سماع کیا ہے۔

قارئین کرام! اتنا بڑا تابعی خود بھی ترک رفع یدین پر عمل کر رہا ہے۔ اور جن ایک سو بیس صحابہؓ کی زیارت و ملاقات کی ہے اُن میں سے ایک براء بن عازبؓ ہیں جن کی ترکِ رفع یدین والی مرفوع روایت دلیل نمبر ۱۶ میں گزر چکی ہے۔ لہٰذا تابعی عبدالرحمٰنؒ ترک رفع یدین پر عمل تب کر سکتا ہے کہ حضرات صحابہؓ کو انہوں نے اِسی طرح دیکھا اور اُن میں یہی رائج ہو۔

دلیل نمبر ۲۲: حضرت امام شعبیؒ کا عمل:

قال عبدالملک : ورأیت الشعبی وابراهیم وأبااسحاق لایرفعون أیدیهم اِلا حین یفتتحون الصلوۃ.

ترجمہ: حضرت عبدالملکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ اور ابو اسحاق سبیعیؒ کو دیکھا یہ حضرت ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 268 جلد ۱)

حضرت امام شعبیؒ (المتوفی ۱۰۹ھ) کا تعارف:

صاحب مشکوۃ اکمال صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام شعبیؒ نے پانچ سو حضرات صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی ہے۔ اور اہلحدیث محدث مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۱۸۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں انہوں نے خود کہا ہے کہ میں نے پانچ سو صحابہؓ کی زیارت کی ہے امام نوویؒ شرح مسلم ص ۱۴ جلد ۱ میں لکھتے ہیں کہ امام شعبیؒ حضرت سیدنا عمرؓ کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے

بعد پیدا ہوئے ہیں عظیم القدر وجلیل امام تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، مغازی اور عبادت سب کے جامع تھے۔

صحیح بخاری ۱۰۷۹ جلد۲ میں ہے کہ حضرت عامر بن شراحیل شعبیؒ خود فرماتے ہیں۔

قاعدتُ ابن عمر قریباً من سنتین او سنۃٍ و نصفٍ ترجمہ: میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس دوسال یا ڈیڑھ سال بیٹھا رہا (یعنی پڑھتا رہا)

اس سے معلوم ہوا اُن پانچ سو صحابہؓ میں سے ایک صحابی سیدنا ابن عمرؓ ہیں جن سے حضرت امام شعبیؒ نے علم حاصل کیا ہے۔ یاد رہے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ ترکِ رفع یدین پر عمل کرتے تھے اِسی طرح ابن عمرؓ کے شاگرد امام شعبیؒ بھی ترکِ رفع یدین پر عمل کرتے۔

دلیل نمبر۲۳: حضرت ابراھیم نخعیؒ کا عمل

حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین ومغیرۃ عن ابراھیم قال: لا ترفع یدیک فی شیئی من الصلوۃ الافی الا فتتا حۃ الا ولٰی.

ترجمہ: حضرت ابراھیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ تو ابتداء نماز کے علاوہ باقی کسی جگہ نماز میں رفع یدین نہ کر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 267 جلد۱)

دلیل نمبر۲۴: حدثنا ھشیم قال اخبرنا حصین ومغیرۃ عن ابراھیم انہ کان یقول اذا کبّرتَ فی فاتحۃ الصلوۃ فارفع یدیک ثم لاتر فعھما فیما بقی.

ترجمہ: حضرت حصینؒ ومغیرۃؒ ابراھیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں ابراھیم

فرماتے تھے کہ جب تو نماز کے شروع میں تکبیر (تحریمہ) کہے تو تو رفع یدین کر پھر باقی نماز میں (کہیں بھی) رفع یدین نہ کر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 267 جلد ۱)

دلیل نمبر ۲۵: قال عبدالملک ورایت الشعبی و ابراھیم وأبا اسحاق لایرفعون أیدیھم الاحین یفتتحون الصلوۃ

اِس کا ترجمہ ماقبل دلیل نمبر ۱۴ اور ۲۲ میں گزر چکا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۶۸ جلد ۱)

حضرت ابراھیم نخعیؒ (المتوفی ۹۶) کی یہ تینوں قولی وفعلی روایات بالکل صحیح ہیں۔ چنانچہ اہلحدیث محقق عالم حافظ زبیر علیزئیؒ نے اِن آثار کی تحسین وتصحیح کی ہے۔ دیکھئے نورالعینین ص313،314 الفضل ماشھدت به الاعداء

نوٹ: جتنی مرفوع، موقوف روایات اور آثار بیان ہوئیں اُن، میں اکثر غیر مقلدین کے اصول کے مطابق صحیح یا حسن ہیں۔

قارئین کرام!

اختصار کوملحوظ رکھتے ہوئے اِن ہی دلائل پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ حضرات نے اِس چھوٹے سے رسالے میں پڑھا اور دیکھا کہ ہم نے مسئلہ ترکِ رفع یدین کو امام الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ، ابوبکر، عمر، علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، ابوھریرۃ، جابر بن سمرۃ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے اور تابعین عظام سے ثابت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ضد و عناد سے ہٹ کر احادیث پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مزید دلائل اور آثار ترکِ رفع یدین پر دیکھنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

۱) نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح (مناظرِ اسلام مولانا حبیب اللہ ڈیرویؒ)

۲) نماز میں بتدریج ترکِ رفع یدین (حضرت مولانا فقیر اللہ صاحب)

۳) دُرّۃ البحرین فی مسئلۃ ترک رفع الیدین (بھائی محمد شریف صاحب حفظہ اللہ

۴) نماز پیغمبر ﷺ (شیخ محمد الیاس فیصل)

۵) نمازِ مدلّل (مولانا فیض احمد صاحب ملتانی)

۶) راحۃ العینین فی ترک رفع الیدین (مولانا ابو حفص محمد اعجاز احمد اشرفی)

☆ غیر مقلدین کے دلائل کا مختصر جائزہ ☆

قارئینِ کرام!

غیر مقلدین کے دلائل کو جاننے سے پہلے مسئلہ رفع یدین پر ان کا دعویٰ ذھن نشین کرلیں تاکہ آپ حضرات یہ سمجھ سکے کہ اِن کے دعویٰ پر ایک بھی صریح مرفوع حدیث موجود نہیں۔ کیونکہ اصول یہی ہے جو دعویٰ ہے اُسی طرح کی دلیل بھی ہو۔

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک صحابی کا عمل اور اُن کا

فرمان حجت شرعی نہیں العیاذ باللہ۔ دیکھئے اِسی رسالے کے مقدمے میں۔

دعویٰ غیر مقلدین:

''نبی کریم ﷺ سے نماز کے شروع میں رکوع میں جاتے وقت رکوع سے سَر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی شروع میں رفع یدین کرنا سنت مؤکدہ متواترہ ہے۔''

دعویٰ کے بعد غیر مقلدین کے دلائل کا جائزہ سنیئے۔

دلیل نمبر۱: سیدنا ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اسی طرح جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے اور (سمع الله لمن حمده، ربنا لک الحمد) کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

صحیح بخاری ج ا ص ۱۰۲ ح ۷۳۵، ۷۳۸۔ صحیح مسلم ج ا ص ۱۶۸ ح ۳۹۰ وغیرھما)

بحوالہ نور العینین ص 64

الجواب بعون اللہ تعالیٰ: اس حدیث کے کئی جوابات ہیں چند ملاحظہ فرمائیں:

۱) یہ دلیل غیر مقلدین کے دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ دعویٰ میں چار مقامات کا بیان ہے اور دلیل میں تین مقامات کا۔ لہٰذا ایسی دلیل پیش کریں جو دعویٰ کے مطابق ہو۔

۲) صحیح بخاری میں اس کے بعد والی روایت میں چار مقامات کا بیان ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ ابن عمرؓ سے مرفوع روایت نہیں بلکہ موقوف ہے۔ جیسا کہ

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا الصحیح قول ابن عمر ولیس بمرفوع (ابوداؤد ج ا ص ۱۱۷) ''صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

۳) حضرت سیدنا ابن عمرؓ سے سجدوں کی رفع الیدین بھی ثابت ہے۔ تو غیر مقلدین اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ حالانکہ ''الرسائل'' نامی کتاب کے مصنفؒ نے یہ بات لکھی ہے کہ ''سجدوں کی رفع یدین منسوخ نہیں ہوئی ہے۔'' اور اس پر اہلحدیث غیر مقلدین کے کئی علماء کی تصدیق وتائید بھی کتاب کے شروع میں موجود ہیں۔

☆ سیدنا ابن عمرؓ سے ایک روایت امام طحاویؒ نے اپنے مشکل الآثار ج 15 ص 46 میں بیان کیا ہے۔ بطریق نصر بن علی عن عبدالاعلی عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر کان یرفع یدیہ فی کل خفض و رفع و رکوع وسجود و قیام وقعود وبین السجدتین یذکر ان النبی ﷺ کان یفعل ذلک.

☆ علامہ احمد شاکرؒ غیر مقلد نے بھی اپنے شرح ترمذی ج 2، ص 42 میں اسی روایت کو ذکر کیا ہے۔

☆ ایک روایت مجمع الزوائد ج 2 ص 102 میں ہے۔ عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ عند التکبیر للرکوع وعند التکبیر حین یھوی ساجدا ''اسنادہ صحیح''

☆ ایک روایت مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۰۴ میں ہے بطریق محارب بن دثار عن ابن عمر قال رأیتہ یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود۔

☆ ایک روایت امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین ص 10 میں بیان کیا ہے اخبرنا ایوب بن سلیمان ثنا ابو بکر بن ابی اویس عن سلیمان

بن بلال عن العلاء انه سمع سالم بن عبدالله ان اباه كان اذا رفع رأسه من السجود واذا اراد ان يقوم رفع يديه.

اِس روایت کو غیر مقلد عالم زبیر علیزئی نے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ترجمہ جزء رفع الیدین ص 44۔

قارئینِ کرام! جب یہ سجدوں کے رفع یدین کرنے کی تمام روایات صحیح ہیں تو اس پر عمل کیوں نہیں؟

اگر غیر مقلدین اسکا یہ جواب دیں کہ یہ عمل ترک و منسوخ ہوا ہے تو ہم کہتے ہیں اِسی طرح رکوع والا بھی ترک ہوا ہے۔ اُسے بھی چھوڑ دیں۔

۴) سیدنا ابن عمرؓ سے ترکِ رفع یدین کی صحیح روایت دلیل نمبر ا۔۲ کے تحت گزر چکی ہے۔

دلیل نمبر ۲: ۔حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نماز میں کاندھوں کے برابر رفع یدین کرتے جب کہ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

(ابن ماجہ صفحہ 61)

پہلا جواب: اِس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش واقع ہے اور محدثین کرام کا اِس پر اتفاق ہے کہ اسماعیل بن عیاش جب غیر شامیوں سے روایت بیان کرے تو اُس کی وہ روایت مردود نا قابلِ قبول ہوتی ہے۔

دیکھیے شرح مسلم ج اص 18، ترمذی ج اص 19، ص 140، وغیرھما۔

لہٰذا یہ روایت بھی نا قابلِ قبول ہے کیونکہ یہ روایت بھی غیر شامیوں سے ہے۔

دوسرا جواب: حضرت ابو هریرہؓ سے ترک رفع یدین والی صحیح روایت دلیل نمبر ۱۷ کے تحت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

دلیل نمبر ۳: حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے قال رایت رسول اللہ ﷺ یرفع یدیہ مع التکبیر مسند احمد ج 4 ص 316

پہلا جواب: حضرت وائلؓ دو مرتبہ تشریف لائے تھے پہلی مرتبہ 9ھ میں آئے تو اس وقت رفع یدین کرنے والی روایت نقل کی ہے۔ لیکن جب دوسری مرتبہ 10ھ میں تشریف لائے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی روایت پر عمل کرتے اور اسی کو بیان کرتے چنانچہ ابوداؤد ص 112 ج ا میں ہے۔

ثم أتیتھم فرأیتھم یرفعون أیدیھم الی صُدُوْرِھِمْ فی افتتاح الصلوۃ و علیھم برانس واکسیۃ . ترجمہ: پھر میں (وائلؓ) ان صحابہ کرام کے پاس آیا تو ان کو رفع یدین کرتے دیکھا وہ ابتداء نماز میں سینوں تک رفع یدین کر رہے تھے اس حال میں کہ ان پر برانڈیاں اور چادریں تھیں۔

نوٹ: ابوداؤد کی اِس روایت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بعد میں رفع یدین ترک ہوا ہے۔ اِسی وجہ سے صحابی وائلؓ بھی صرف پہلی رفع یدین کو بیان کر رہے ہیں۔

دوسرا جواب: اگر غیر مقلدین سیدنا وائلؓ کی حدیث سے رکوع والی رفع یدین پر دلیل لیتے ہیں تو سیدنا وائلؓ سے سجدوں کی رفع یدین بھی آتا ہے تو اُس پر بھی عمل کرے۔

(دیکھئے سجدوں میں رفع یدین کا ثبوت ابوداؤد ج ا ص 112، مسند احمد ج 4 ص 316) جو جواب غیر مقلدین سجدوں کی رفع یدین کا ہمیں دینگے وہی جواب ہمارا رکوع والی رفع یدین کا ہوگا۔

دلیل نمبر۴: ابوداؤد ج اص ۱۰۴ وغیرہ میں حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی روایت ہے جو دس صحابہ کرامؓ میں انہوں نے بیان کی ہے جن میں حضرت ابوقتادہؓ بھی تھے اور سب نے سن کر صدقت بھی کہا ہے اور اس میں رفع الیدین عندالرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع کا بیان کیا ہے۔

پہلا جواب: اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالحمید بن جعفر جس پر کلام کیا گیا ہے۔ اِس پر ائمہ رجال نے جرح کی ہے۔ چنانچہ

۱) امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی

۲) امام الجرح والتعدیل یحی بن سعیدؒ اس کی تضعیف کرتے ہیں۔

۳) امام الجرح والتعدیل یحی بن معینؒ اس کی تضعیف بھی کرتے اور اِسے تقدیر کا منکر بھی ٹھہراتے۔

۴) ابن حبانؒ فرماتے کہ اس نے اکثر اوقات خطاء کی ہے۔

۵) امام سفیان ثوریؒ بھی اِس کی تضعیف کرتے تھے۔

۶) امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں ''اس سے دلیل نہیں لیا جائے گا''

۷) امام عجلیؒ نے بھی اِس تضعیف کی ہے۔

۸) اما ترمذیؒ نے اس کی ایک روایت کو انکی خطاء کیوجہ سے غیر اصح قرار دیا ہے۔

۹) امام حافظ ابن رتمؒ حنبلی اس کی ایک حدیث کا یوں جواب دیتے ہیں۔ ابن القیم

وضعّف یحی بن سعید والثوری عبدالحمید بن جعفر کہ امام یحی بن سعیدؒ اور امام ثوریؒ نے عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۱۰) غیر مقلد عالم علامہ شوکانیؒ بھی اس کی ایک روایت کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

وقال ابن المنذر لایثبته اهل النقل وفی اسنادہٖ مقال الخ

یعنی ابن المنذر نے کہا اس راوی کو محدثین کرام مضبوط قرار نہیں دیتے اور اس سند میں کلام ہے۔

۱۱) غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادیؒ نے بھی اِسکو ضعیف قرار دیا ہے۔

دیکھئے ضعفاء صغیر ص48، تہذیب التہذیب ج۶ ص۱۱۲، میزان الاعتدال ج۲ ص۴۱۵ ترمذی ج 2 ص 145، زادالمعاد ج 4 ص 136، نیل الاوطار ج 6 ص 331، ج ص التعلیق المغنی ص126۔

دوسرا جواب: ابوحمید الساعدیؓ کی صحیح حدیث امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ج۱ ص ۱۱۴ میں ذکر کی ہے۔ جس میں رکوع والی رفع یدین کا بیان ہی نہیں صرف پہلی رفع یدین کا بیان ہے۔ جو دلیل نمبر۱۹ کے تحت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

نوٹ: قارئینِ کرام! معلوم ہوا کہ رفع یدین کا بیان بخاری میں اس لیے نہیں ہے کہ وہاں راوی عبدالحمید بن جعفر ضعیف نہیں ہے۔ اور ابوداؤد میں عبدالحمید ہے۔ اس لیے رفع یدین کا بیان کرنا۔ یہ اِس کی خطاء ہے۔ اگر ابوحمید الساعدیؓ سے رفع یدین صحیح ہوتا تو امام بخاریؒ ضرور بیان کرتے۔

دلیل نمبر۵: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز دکھاؤں؟ پس اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر رفع الیدین کہا پھر کہا کہ اسی طرح کیا کرو اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

(دارقطنی جلد۱ ص۲۹۲ بحوالہ نور العینین ص زبیر علیزئی)

اِس روایت کے دو جواب ہیں۔

جواب نمبر۱: اِس روایت کی سند میں (دعلج بن احمد شیخ الدار قطنی ہیں۔ یہ دعلج راوی اگر چہ ثقہ ہیں لیکن اس راوی پر کذاب اور وضاع قسم کے راویوں نے موضوع (من گھڑت) روایتیں داخل کر کے اس کی حدیثوں میں ملا دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ دعلج راوی قابل اعتماد نہ رہا چنانچہ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۲۰ میں ہے۔ ''کہ علی بن حسن بن جعفر بن کریب باغندیؒ سے روایت کرتا ہے کہ یہ متھم بالوضع الکذب ہے۔ یہ صاحبِ حفظ وعلم والا تھا اور یہ راوی ابوالحسین العطار الحرمی بھی اس کو کہا جاتا ہے۔ اس نے حامد بن شعیب اور الباغندی سے روایت کی ہے۔ چند حدیثیں دعلج پر داخل کر دی ہیں۔ یہ امام دار قطنیؒ نے فرمایا۔

اسی میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۲۴، میں ہے کہ علی بن حسین الرصافی بحابی کے ایام میں تھا حدیث کو گھڑتا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا تھا۔ امام دار قطنیؒ نے فرمایا اس راوی نے جو اپنے اساتذہ کی حدیثوں میں حدیثیں داخل کر دی ہیں جس کا بیان بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر اس راوی نے چند احادیث اپنے عمل کی کاروائی سے دعلج پر داخل کی ہیں۔ میں ذھبیؒ کہتا ہوں کہ یہی حالت علی بن حسین بن کریب کی تھی جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث کا کیا اعتبار ہے؟ کہ دعلج پر ان کذابین اور وضاعین راویوں نے روایت داخل کر دی ہو اور دعلج نے بیان کر دی ہو۔

جواب نمبر۲: اِس روایت کا دوسرا راوی اسحاق بن راھو یہ ہے جس کا آخری عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا چنانچہ ۲۳۸ھ اس کی وفات ہے۔ وتغیر قبل ان

یموت بخمسة اشهر (تہذیب التہذیب جلد اص ۲۱۸)اور اپنی وفات سے پانچ ماہ قبل تغیر حافظہ کا شکار ہو گئے تھے۔امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اِن ایام میں اسحاق بن راہو یہ سے سنا تھا اور اس کی حدیث کو چھوڑ دیا تھا(تہذیب جلد اص ۲۱۸)

اب اس روایت میں اس کا شاگرد ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن شیرو یہ(المتوفی ۳۰۵ھ) ہے۔

(دیکھئے شذرات الذھب جلد۲ص ۲۴۶) جو بالکل متاخرین شاگردوں میں ہے۔اس کی روایت محدثین کرامؒ کے ضابطے کے مطابق درست نہیں ہے کیونکہ اسحاق بن راھو یہ کے متقدمین شاگردوں کی روایت کا اعتبار ہے لیکن متاخرین کا نہیں۔ (دیکھئے اصولِ حدیث تدریب الراوی ۶۲۷، نخبۃ الفکر بشمول نورلعینین 170 غیر مقلد عالم زبیر علیزئی کی)

دلیل نمبر۶: عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے وقت رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ بھی نماز شروع کرتے وقت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔

(السنن الکبری بیہقی جلد۲ص ۷۳ بحوالہ نورلعینین ص)

جواب نمبر۱: اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ راوی ہے مگر آخری عمر میں مختلط الحدیث اور متغیر ہے اور مفقود العقل ہو گئے تھے اور محدثین کرامؒ کا اتفاق ہے کہ ایسے راوی کی

حدیث حافظہ کی خرابی کیوجہ سے ضعیف ہوتی ہے۔

۱) چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں وعارم ''اختلط آخراً'' کہ اس کا لقب عارم ہے اور آخر میں اسکا حافظہ خراب ہوگیا۔

۲) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **لقبه عارم ثقة ثبت تغير في آخر عمره** ''کہ اس کا لقب عارم ہے اور یہ ثقہ ہے لیکن آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ (تقریب میں 593)

۳) امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور عقل زائد ہوگئی تھی۔ پس جس راوی نے اختلاط سے پہلے سنا ہے اس کا سماع صحیح ہے۔

۴) امام بخاریؒ فرماتے ہیں **تغير في آخر عمره** آخری عمر میں حافظہ درست نہیں تھا۔

۵) امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں **ان عار ما قال هذا وقد زال عقله** ''عارم نے یہ بات اُس وقت کہی ہے جب کہ اس کی عقل زائل ہو چکی تھی۔

۶) امام ابن حبان جانؒ فرماتے ہیں ''یہ عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو چکا تھا۔ اور حافظہ بھی متغیر ہو چکا تھا حتی کہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے تو اس کی حدیث میں منکر باتیں آ گئیں پس واجب ہے اس کی حدیث سے گریز کرنا اور رک جانا جو اس سے متاخرین نے روایت کی ہو۔

(بحوالہ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۰۴ نور الصباح)

۷) امام ذہبیؒ فرماتے ہیں ''**ان عار ما قال هذا وقدزال عقله**'' کہ عام نے یہ بات اس وقت کہی ہے جب اس کا عقل زائل ہوگیا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 10 ص ۲۶۷)

۸) موجودہ غیر مقلد عالم شیخ محمد نسیب الرفائی نے "التوصل الی حقیقة التوسل" میں اور۔

۹) غیر مقلدوں کے محدث العصر شیخ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب "التوسل انواعه واحکامه" میں اور

۱۰) غیر مقلد مختار احمد ندوی نے بھی ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی پر جرح کی ہے۔ (دیکھیئے وسیلہ کی حقیقت ص 222)

تلک عشرة کاملة

جواب نمبر۲: جب یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ابوالنعمان راوی کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہوگیا تھا۔ اور اسی روایت میں ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی کے شاگرد ابو اسماعیل السلمی ہیں۔ ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی ہے اور ابو اسماعیل السلمی کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ اور یہ ابو اسماعیل ان کے متاخرین شاگردوں میں سے ہیں۔ جن کی روایت قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ ابو اسماعیل نے ابوالنعمان سے حالتِ اختلاط میں سنا ہے اور محدثین کے ہاں حالتِ اختلاط کی روایت قابلِ قبول نہیں دیکھئے تدریب الراوی ۶۲۲ تا ۶۲۷

جواب نمبر۳: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے امام حاکم کو اپنی کتاب سے املاء کراتے ہوئے فرمایا قال قال ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل السلمی یعنی سند میں انقطاع ہے کیونکہ ابوعبداللہ الصفار نے یہ روایت ابو اسماعیل السلمی سے نہیں سنی۔ اور ابوعبداللہ الصفارؒ کے اساتذہ میں ابو اسماعیل السلمی کا ذکر اسماء الرجال کی

کتابوں میں نہیں ملتا۔ من ادعی الاتصال فعلیہ البیان۔

جواب: نمبر۴: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ترک رفع یدین کی آتی ہے۔

ان عبد اللّٰه بن الزبير رایٰ رجلا رافعا يديه يدعو قبل أن يفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلوته .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے (طبرانی کبیر جلد۱۳ص ۱۰۲، تحفۃ الاحوذی جلد۲ص ۱۲۳ بیروت) اس حدیث کے
باب رفع الیدین عند الرکوع
تمام راوی ثقہ ہیں۔

اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رفع یدین کرتے دیکھا تو منع فرمایا۔

أن عبد الله بن الزبير رایٰ رجلا يرفع يديه فى الصلوة عند الركوع وعند رفع راسه من الركوع فقال له : لا تفعل فان هذا شيئ فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تركه .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ایسا نہ کر، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں رفع یدین کیا، پھر چھوڑ دیا تھا۔
(عمدۃ القاری جلد۵ص ۳۹۸۔۳۹۹ مکتبہ رشیدیہ)

نوٹ: ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کی یہ روایت قابل قبول نہیں ضعیف ہے اور ہم نے جواب نمبر ۴ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت ترک رفع یدین کے دلائل میں دلیل نمبر ۱۳ میں بیان کیا۔

قارئینِ کرام! یہ غیر مقلدین حضرات کے چند دلائل تھے جن کا حال آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ یہی حال باقی روایات کا ہے۔ جن میں یا تو اضطراب ہے یا ضعیف ہے یا اُس میں رفع الیدین کا سرے سے بیان ہی نہیں۔

ہم احناف کثر اللہ سوادھم آخر میں پھر اپنے مسئلے کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہم رفع یدین کو ثابت مانتے ہیں لیکن کرتے اس لیے نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ضد وعناد سے محفوظ رکھے اور حق بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ استغفر اللہ